

اَرْتَضَوْهُ عِمَادُ الدِّينِ
نماز دین کا ستون ہے۔ (الحديث)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و نماز

تالیف

مولانا محمد عبدالرحمن مظاہر سی

آئندہ صریح تفسیر نامہ اول مجلس علمیہ حیدر آباد مال مقیم ہندہ (سورہ عربہ)
(خلیفہ ہماز حضرت مولانا الشاہ ابراہیم الحق صمدی دامت برکاتہم)

ناشر

ربانی بک ڈپو
کٹر شیخ چاندان کنواں دہلی

Ph. : 3210118, 3217840

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :- رسول اکرم کی اذان اور نماز

مؤلف :- مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری

کتابت :- محمد اختر

اہتمام :- فیض الرحمن ربانی

معاون :- محمد ذکرا الرحمن الرحمانی

طباعت :- شعیب پرنٹرز، چابک سواران، لال کنواں، دہلی

تعداد :- گیارہ سو

قیمت :- ۱۵/-

ناشر

ربانی بک ڈپو کٹرینج چاند لال کنواں دہلی

Ph.: 3210118, 3217840,

فہرست عنوات

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۹	{ فجر کی چھوٹی ہوئی دُوسنتیں	۴	عرض ناشر
	{ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا	۶	پیش لفظ
۳۰	{ فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے	۱۱	تقدیم و گذارش
	{ اُجالے میں ادا کرنا	۱۹	{ نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک
۳۰	{ موسم گرما میں نماز ظہر کو		{ اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا
	{ کچھ تاخیر سے ادا کرنا	۲۰	{ نماز میں دونوں ہاتھ ناف
۳۱	وتر کی نماز تین رکعت میں		{ کے نیچے رکھنا
۳۳	نماز تراویح کی بیش رکعتیں	۲۱	{ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ
۳۴	نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز		{ کے وقت ہاتھ اٹھانا
۳۴	{ عیدین کی نماز میں	۲۳	{ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا
	{ چھ تکبیرات زیادہ	۲۴	{ مقتدی کو امام کے پیچھے
۳۵	سجدہ ہو سلام کے بعد کرنا چاہیے		{ خاموش کھڑا رہنا چاہیے
۳۷	اذان اور اقامت کے کلمات	۲۷	{ نماز میں آہستہ آمین کہنا
۳۹	عورت کی نماز	۲۷	{ دو رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا
۴۴	صلوۃ جنازہ		{ نماز میں بائیں پیر پر بیٹھنا
	{ حالت جنابت اور حیض و نفاس	۲۷	{ اور وایاں پیر کھڑا کرنا
۴۷	{ میں تلاوت قرآن کا حکم	۲۸	{ تشہد میں صرف اشارہ کرنا

عرضِ ناشر

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

ہر طرح کی حمد و ثناء اسی ذاتِ باری کے لئے سزاوار ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اشرف المخلوقات بنایا اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی، کتاب و حکمت کی تعلیم کے ذریعے حق و باطل، صحیح اور غلط میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت اور تمیز بخشی۔ درود و سلام ہو اس ذاتِ برحق پر جن کو اللہ نے قائم نہیں بنایا اور اسی کتابِ ہدایت عطا فرمائی جو تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نسخہ کیا ہے پھر اللہ نے آپ کو اس کتاب کی تشریح کے فریضہ پر مامور و مقرر کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق امت کو مکمل تعلیم دی، رب کے سامنے بندگی و عاجزی اور اپنی ضرورت و حاجت بارگاہِ ایزدی میں سلیقہ اور ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنے کا طریقہ بتلایا اور خالق و مخلوق کے درمیان رشتہ اور تعلق مضبوط کیا۔

زیر نظر کتاب ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور اذان“ اسی تعلق اور رشتہ کو مضبوط کرنے کی ایک عملی کوشش ہے، اس کتاب میں شرعی دلائل کتاب اللہ اور سنت رسول آثارِ صحابہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں کامل اعتدال اور توازن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نماز و اذان کو واضح شکل میں پیش کیا گیا ہے کتاب اگرچہ حنفی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ نظر اور طریقہ ہے اور آپ ہی سے معتبر دستہ ذرائع سے ثابت ہے۔

موجودہ زمانے میں بعض حضرات فقہاء صحابہ و ائمہ مجتہدین کے نقطہ نظر اور سلف صالحین کے

طریقہ سے بہت کر دین کی ایسی تشریح کرتے ہیں جن سے ترک دین اور ترک سنت کا عام رجحان بنتا جا رہا ہے حتیٰ کہ اسلامی عبادات میں بھی یہ چیز داخل ہو گئی ہے اور عمل بالحدیث کے نام پر اسلامی طریقہ عبادت میں اختلاف و انتشار کو جوادی نے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ کتاب ان تمام فقیہوں کے سہارا کے لئے مفید اور حق کے متلاشیوں کے لئے برکات ہے۔

اس کے مصنف معروف عالم دین و صاحبِ نسبت حضرت مولانا عبد الرحمن مظاہری دامت برکاتہم ہیں، مولانا کی علوم اسلامی پر گہری نظر ہے قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کے مزاج و مذاق سے بخوبی واقف ہیں دعوتی اور علمی نقطہ نظر سے لکھی گئیں، ان کی کئی کتابیں خواص و عوام میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

ہم اے لئے خوشی و مسرت کی بات ہے کہ اس مفید اور علمی رسالہ کی اشاعت کی سعادت ربانی ہیک ڈپو کو حاصل ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو خواص و عام میں مقبول فرمائے۔ آمین

فیض الرحمن ربانی

پیش لفظ

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت انسانی ہدایت کے لئے مہر و ماہ میں جو قیامت تک تابندہ و پائندہ رہیں گے، کیونکہ سنیہ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کسی اور نبی کے آنے کا امکان نہیں کتاب اللہ اور سنت رسول علم و معرفت کا ایک بحیرہ ناپید کنارہ ہے جس سے ہمیشہ علم و تحقیق کے لعل و گوہر حاصل ہوتے ہیں اور ایسا سد بہار درخت ہے جس کی تروتازگی کبھی ختم نہیں ہوگی، لیکن جہاں ذکر و موعظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آسان بنایا ہے کہ ایک عام سے عام آدمی بھی اگر قرآن و حدیث کا ترجمہ پڑھ لے تو وہ آسانی اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ اللہ اور رسول اس سے کیا چاہتے ہیں؟ دلیہ قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط اسی قدر مشکل کام ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان اور اس زبان کے اسلوب اور طرز بیان میں اسے کابل و رک حاصل ہو وہ قرآن و حدیث میں ناسخ و منسوخ سے آگاہ ہو صحیح و ضعیف اور مقبول و نامقبول ہونے کے اعتبار سے حدیث کے درجات سے واقف ہو، فی اسماہ رجال پر اس کی نظر ہو، قیاس کے اصول و قواعد پر اس کی نگاہ ہو اجماعی اور اختلافی احکام میں امتیاز کر سکتا ہو اور ان سب کے ساتھ ساتھ اس کا قلب خشیت الہی سے لبریز ہو اور اس کی زندگی کے ایک ایک عمل سے تقویٰ اور خدا ترسی اور اللہیت نمایاں ہو، کیونکہ اگر کسی شخص کا دل ہی خدا کے خوف سے خالی و عاری ہو تو کیونکر اس بات کا اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھے گا اور بیان کرے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے ایک ایسے گروہ کو پند فرمایا جو ایک طرف اپنے

علم و معرفت اور دوسری طرف خشیت و خدائے ربی میں اپنی مثال آپ تھا وہ اپنے زمانہ کے عظیم ترین اذکیاء بھی تھے اور اختیار بھی اور ان کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ قرآن و حدیث میں غواہی کر کے پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ احکام شرعیہ کا استنباط کریں، اور ان کی گود سے قبر کی گود تک انسان جن مسائل سے دوچار ہوتا ہے ان کو مرتب انداز پر مدون کر دیں قرآن و حدیث کے پیش کئے ہوئے نظام حیات کی اسی منظم صورت کا نام ”فقہ“ ہے فقہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کوئی الگ فکر اور الگ احکام نہیں، بلکہ یہ قرآن و حدیث ہی کا پنچوڑا اور اس کا خلاصہ ہے یوں تو بہت سے بزرگوں نے اس خدمت کو انجام دیا ہے لیکن بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے میں جناب اللہ ان میں سے چار مکاتب فقہ ہانی رہ گئے، جو ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کی طرف منسوب ہے، ان چاروں مکاتب فقہ نے قرآن و حدیث اور صحابہ کے فتاویٰ کو اپنے اندر سمو لیا ہے اور ان کی مقبولیت کی وجہ سے ہر عہد میں ان مکاتب سے منسوب بڑے بڑے علماء پیدا ہوتے رہے اور اپنی فقہ کے اصول و قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عہد کے لئے مسائل کو بھی حل کرتے رہے۔

علیٰ استعداد میں روز بروز انحطاط اور خشیت الہی کی کمی اور ہوائی و ہوس کے غلبہ کی وجہ سے بعد کے ادوار میں سلف صالحین نے تقلید کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا اور جو جو زمانہ گزرتا جا رہا ہے اس بات کا احساس بڑھتا جاتا ہے کہ احکام فقہیت میں تقلید ہی مسلمانوں کے لئے محفوظ راستہ ہے تقلید کا مقصود امام کی پیروی نہیں، بلکہ اپنے امام کی تشریح و توضیح پر اعتماد کرتے ہوئے کتاب و سنت ہی کی پیروی مقصود ہے حقیقت یہ ہے کہ نہ جاننے والوں کے لئے علماء کی تقلید کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں اور زندگی کا کونسا مسئلہ ہے جس میں ہم تقلید نہیں کرتے، علاج و معالجہ میں ڈاکٹروں کی، تعمیر و صنعت و حرفت میں انجینئروں کی، قانون میں قانون دانوں کی اور زبان و بیان میں اس زبان کے ماہرین کی بلا دلیل پیروی آخر ہم کرتے ہی ہیں، اور اگر نہ کریں تو شاید چہند قدم بھی چلنا دشوار ہو، اسی طرح ہم کسی حدیث کے قوی اور ضعیف ہونے کا فیصلہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی

اور امام نسائی کی رائے پر کرتے ہیں، یہ بھی تو حدیث کے مرتبہ و مقام کے سلسلہ میں محدثین کی تقلید ہی ہے،
تو جب مدارج حدیث کے باب میں محدثین کی تقلید کی جا سکتی ہے تو معانی حدیث کی تشریح و بیان
میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کیوں نہیں ہو سکتی؟

ان تمام فقہاء کا اصل مقصود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ
نے عقل و فہم میں فرق اور مزاج و مذاق میں تفاوت رکھا ہے اس لئے احادیث پر عمل کرنے کے سلسلہ
میں ذوق کا یہ فرق نمایاں ہے امام ابو حنیفہ کا طریقہ فکر یہ ہے کہ اگر حدیثیں بظاہر متعارض ہوں تو جو
حدیث کتاب اللہ کے مضمون سے قرب رکھتی ہو اس کو اپنی رائے کے لئے بنیاد بناتے ہیں اور اس کے
مقابلہ میں جو حدیث ہو اس کا ایسا معنی متعین کرتے ہیں کہ اس پر بھی کسی نہ کسی درجہ میں عمل ہو جائے جیسے
قرآن میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو حدیثیں متعارض ہیں بعض حدیثوں میں ہے کہ
امام قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں،
امام صاحب نے قرآن کو اصل بنایا اور فرمایا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے جس حدیث
میں سورۃ فاتحہ کے واجب ہونے کا ذکر ہے اس کو امام اور تنہا نماز پڑھنے والوں سے متعلق رکھا تاکہ
دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے اسی طرح آئین بالجہر کو بھی جائز کہا لیکن آئین بالسر کو بہتر کہا کیونکہ قرآن
مجید نے دعاء کا ادب یہی بتایا کہ آواز پست اور ملکی ہو۔ اذعواریکم تضرعاً و خفیفۃ۔

اسی طرح امام صاحب کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو اور ایک حدیث
دین کے عمومی اور بنیادی مزاج و مذاق سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کو ترجیح دیتے ہیں جیسے بعض حدیثوں
میں صرف شروع میں رفع یدین کا ذکر ہے اور بعض میں ایک سے زیادہ رفع، یہاں تک کہ بعض احادیث
سے پتہ چلتا ہے کہ چار رکعت میں چھبیس رفع یدین ہیں، اب کسی فقیہ نے ایک رکعت میں دو رفع یدین
کو لیا اور کسی نے تین کو، امام صاحب نے فرمایا کہ نماز میں اصل یہ ہے کہ کم سے کم حرکت اور زیادہ
سے زیادہ سکون ہو لہذا اس روایت کو ترجیح دی جس میں صرف ابتداء نماز میں رفع یدین کا
ذکر ہے اسی طرح سورج گہن کی نماز میں فی رکعت ایک رکوع سے لے کر پانچ یا چھ رکوع تک

کی حدیثیں آئی ہیں، امام صاحب نے فرمایا کہ چونکہ نماز میں اصل فی رکعت ایک رکوع ہے اس لئے اس حدیث کو ترجیح دی۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ائمہ مسلمہ تک یہ دین حضرات صحابہ کے واسطے سے پہونچا ہے، یہ وہ برگزیدہ جماعت ہے جس کا نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا، ان صحابہ کے اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد و منشاء کے ترجمان ہیں، اور خود اللہ اور اللہ کے رسول نے ان کی جلالتِ شان کی تصدیق فرمائی ہے اسی لئے تمام فقہاء نے عموماً اور امام ابو حنیفہ اور امام مالکؒ نے خصوصاً صحابہ کے آثار اور ان کے فرمودات و معمولات کو بڑی اہمیت دی ہے اور بہت سی احادیث کی تشریح و توضیح میں صحابہ کے عمل کو بنیاد و اساس بنایا ہے جیسے رکعات تراویح کے سلسلہ میں حدیثیں مختلف ہیں لیکن حضرت عمرؓ سے آج کل تک بیس رکعت کا معمول چلا آ رہا ہے اس لئے ائمہ اربعہ نے اس متواتر عمل کو لیا، حدیث میں ہے کہ جب فرض نماز شروع ہو جائے تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مختلف صحابہ کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد بھی فجر سے پہلے کی سنت ادا فرمائی ہے، اس لئے امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر فجر کی جماعت پالینے کی توقع ہو تو سنت ادا کر لی جائے بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی نماز میں کسی قدر فرق ہے اور مستحب و صحابہ کے فتاویٰ اس کے موافق ہیں اسی لئے ائمہ اربعہ نے نماز کے بعض افعال میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق رکھا ہے۔

آج کل بعض حضرات حدیث کا سطحی مطالعہ کرتے ہیں اور بخاری و مسلم کی ایک آدھ روایت کو دیکھ کر خود رائے قائم کرنے لگتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اپنی اس نا آگہی کے ساتھ ائمہ سلف پر زبان طعن و راز کرتے ہیں وَ اِلٰی اللّٰهِ الْمُنْتَهٰی یہ محض علم کی کمی اور مطالعہ کی سطحیت کا نتیجہ ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ سنت رسولؐ سے محبت رکھنے کا تقاضہ یہ ہے سنت جہاں بھی ملے اچھائے اس پر عمل کیا جائے بخاری و مسلم کے تخصیص کے کوئی معنی نہیں، خود امام بخاری نے لکھا ہے کہ

انہیں ایک لاکھ صحیح حدیثیں یا پتھیں، اور بخاری میں مکررات کو حذف کر کے چار ہزار سے اوپر، اور مکررات کو ایک ہشت ہزار سے اوپر حدیثیں ہیں، یہ نوے ہزار سے اوپر صحیح احادیث جو دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں، غور کیجئے کہ کیا ان کو نظر انداز کر دینا کوئی صحیح بات ہوگی۔

غالباً اسی پس منظر میں ممتاز عالم دین اور قرآن و حدیث اور فقہ سے مناسبت رکھنے والی معتبرہ شخصیت حضرت مولانا عبد الرحمن مظاہری دامت برکاتہم نے یہ تحسیر مرتب فرمائی ہے، مولانا موصوف نے مدتوں تفسیر و حدیث کی کتابیں پڑھائی ہیں، رد بدعت میں آپ کی خدمت بہت ہی نمایاں ہے، ایک عرصہ سے حجاز مقدس میں مقیم ہیں، اور اس طرح مختلف افکار و نظریات کو تہریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے، وہاں بھی درس و موعظت کا سلسلہ ہے، کئی کتابیں آپ کے قلم کی رہنمائی میں جن میں قصص انبیاء پر چراغ ہدایت (دو جلدیں)، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فرمانِ رسول“ بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، مولانا کی تحریر آسان اسلوب سادہ اور طرز بیان دل آویز ہوتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان سے جو علماء خارج کارِ حج کرتے ہیں، ان کے علم و تحقیق کی انگلیٹھی پر طلب معاش کی خاکِ ستر اس طرح میٹھ جاتی ہے کہ یہ چنگاری بجھ کر رہ جاتی ہے، چند ہی افراد مستثنیٰ ہیں، اور ان میں ایک مولانا موصوف بھی ہیں۔ فَجَزَاهُمْ اللہُ سَخَّرَ الْجَزَاء۔

اس کتاب میں اذان و نماز پر جنفی نقطہ نظر کی بابت احادیث جمع کی گئی ہیں، اور ان سے مسائل کو اٹھایا گیا ہے جن کے بارے میں ایک گروہ عام مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتا رہا ہے، امید ہے کہ یہ کتاب اس سلسلہ میں مفید ثابت ہوگی، اور عام مسلمانوں کو غلط فہمیوں سے بچا سکے گی۔

خالد سیف الشرحانی

خادم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد

تقدیم و گزارش

دنیا میں کوئی ایک نبی ایسے نہ آئے جنہوں نے اپنی قوم کو نماز کی دعوت نہ دی ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز پر دین کی اساسی عبادت رہی ہے یہ اس لئے بھی کہ خالق کائنات نے اپنے بندوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الایۃ الذاریات آیت ۵۶) ہم نے جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سیدہ لمجرہ اور شیر خوار صاحبزادے سیدنا اسمعیل علیہ السلام کو مکہ المکرمہ میں بیت اللہ کے مقام پر یکتا و تنہا اس لئے چھوڑا تھا کہ وہ یہاں نماز قائم کریں رَبَّنَا اتِّبِعْنَاهُ الصَّلَاةَ اے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں۔ (ابراہیم آیت ۱۲)

پھر چلتے وقت اپنے لئے اور اپنی نسل کے لئے اس طرح دعا کی:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے سیر رب مجھ کو اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن حکیم یہ وصاحت کرتا ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ (مز آیت ۵۵) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے اور اس کی تبلیغ کیا کرتے تھے، قوم نے

ان کو یہ طعنت دیا:

فَالْوَيْبَاتُ شُعَيْبٌ أَصْلَوْنَا
تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرِكَ مَا يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا. (الایہ ہود ۸۷)

اے شعیب کیا تمہاری نمازیہ حکم دیتی ہے کہ تم
اپنے باپ دادا کی وہ عبادت چھوڑ دیں جو وہ کیا
کرتے تھے۔

سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا یعقوبؑ علیہم السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں کے بارے میں قرآن
حکیم یہ وضاحت ظاہر کر رہا ہے:

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ
(انبیاء آیت ۷۲)

ہم نے ان سب کو نیک کاموں کے کرنے اور
نماز قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت لقمانؑ علیہ السلام اپنے بیٹے کو اس طرح نصیحت کرتے ہیں:

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ. (لقمان آیت ۱۷)

اے بیٹے نماز قائم کر۔

سیدنا موسیٰؑ علیہ السلام سے کہا گیا:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. (طہ آیت ۱۳)

اے موسیٰ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

سیدنا موسیٰؑ اور سیدنا ہارونؑ علیہم السلام اور ان کی قوم کو اس طرح مشترک ہدایت کی گئی۔

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ۔

قوم بنی اسرائیلؑ کو اللہ نے اس طرح تاکید کی:

إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ۔

میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز
قائم رکھو۔

(مائدہ آیت ۱۲)

سیدنا زکریاؑ علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا:

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمَحَارِبِ۔

وہ مسجد کے محراب میں کھڑے نماز
ادا کر رہے تھے۔

(آل عمران آیت ۴۱)

سیدہ مریمؑ علیہا السلام کو پابند کیا گیا:

يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي
وَاَنْكِرِي مَعَ الْكَافِرِينَ۔ (آل عمران آیت ۴۳)
اے مریم تو اپنے مجربے میں اللہ کو یاد کر اور نماز
پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھ۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گہوارے میں اعلان کیا،
وَاصْلِيْ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ مَا دُمْتَ
حَيًّا۔ (مریم آیت ۳۱)
اور اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تاحیات
نماز اور زکوٰۃ ادا کروں۔

سورہ مریم میں ایک مقام پر تمام انبیاء سابقین کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا گیا،
فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
اِنْ اَنْبِیَاۡرَ كَعْدٍ بَاخْلَفَ جَانِشِیْنَ اِیْسَیْہِیَا
اَصْنَعُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
بِالسَّعَادَاتِ۔ (مریم آیت ۵۹)
ان انبیاء کے بعد کچھ ناخلف جانشین ایسے پیدا
ہوئے کہ انہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی
خواہشات کی پیروی کی اور بدترین نگرانی دے چکا ہوگا۔

پھر آخر میں آخری دین کے آخری نبی کو حکم دیا گیا (صلی اللہ علیہ وسلم)
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا۔ (طہ آیت ۱۳۲)
اے نبی آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے
اور خود بھی اس پر قائم رہئے۔

پھر ملت کے تمام مسلمانوں کو خطاب ہے،
وَاَقِمْ صُلُوۡا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا
مِنَ الْمُنْكَرِیۡنَ۔ (روم آیت ۳۱)
نماز قائم کرو اور منکر نہ
ہو جاؤ۔

قرآن حکیم نے توحید اور ایمان کے بعد سب اہم و ضروری حکم نماز کے بارے میں دیا ہے جس کا
تذکرہ سو مقامات سے زائد جگہ آیا ہے، علاوہ ازیں سورہ روم کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم کی اس نے دین قائم
رکھا اور جس نے نماز ترک کر دی اس نے دین کو بھادیا۔

شہد سلف (موجودہ سعودی عرب) کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے

مدینہ منورہ آیا اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کی تین سترہ طیں رکھیں:

پہلی سترہ طیہ کہ مسلمان ہونے کے بعد ہم نماز نہیں پڑھیں گے، دوسری یہ کہ ہم سالانہ زکوٰۃ نہیں دیں گے، تیسری یہ کہ اسلامی جہاد میں حصہ نہیں لیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتی طور پر آخری دو طیں قبول کر لیں لیکن نماز کے بارے میں فرمایا، جس دین میں نماز نہیں وہ دین ہی نہیں۔

نماز کی فرضیت

مکہ المکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”تاج نبوت“ عمر شریف کے چالیسویں سال سرفراز کیا گیا تھا، سرفرازی نبوت کے بعد تیرہ سال آپ اپنے محبوب وطن میں مقیم رہے، ان تیرہ سالوں میں عبادات کا کوئی خاص طریقہ ابھی تک نافذ نہ ہوا تھا، مسلمانوں کی مختصر تعداد آپ کی ہدایات کے مطابق اللہ کا نام لیا کرتی تھی اور مراسم عبادت میں بیت اللہ شریف کا طواف، دعا، مناجات، تسبیح و تہلیل کا طریقہ رائج تھا اور یہ عبادت بھی چھپ چھپ کر رات کی تاریکیوں میں ادا کی جاتی تھی، سورہ منزل آیت ۱، نبوت کے بارہویں سال یعنی ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے، معراج شریف کا واقعہ پیش آیا، جس میں نمازوں کا حکم دیا گیا، شب معراج کی صبح جب سیریل امین نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا اور عملاً آپ کو نماز پڑھوائی، پھر نماز کا طریقہ جاری ہوا لیکن احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی موجودہ شکل و صورت ابتدائی نمازوں سے کچھ مختلف تھی، ابتدائی زمانہ کی نمازوں کا حال اس طرح ملتا ہے:

ایک صحابی کہتے ہیں کہ نماز کے ابتدائی زمانے میں نماز میں کھانا پینا، بات کرنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا اشارہ کرنا وغیرہ سب کچھ ہوا کرتا تھا۔

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہم لوگ سلام کلام کر لیا کرتے تھے، پھر جب آیت وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِینَ نازل ہوئی تو ہر کون کھڑے رہنے کا حکم دیا گیا۔

(ترمذی شریف ۱۲۱۰ باب فی تلخیص کلام فی الصلوٰۃ)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کیا

آپ نے جواب نہیں دیا، پھر میں نے دوبارہ سہ بارہ سلام کیا، آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا، میں سمجھا کہ نماز میں سلام کلام کرنا منع ہو گیا ہے۔ مسلم شریف ۱۲۴۱ باب تخریم الخلام فی الصلوٰۃ، ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی، سلام کے بعد صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہوا ہے؟ آپ نے ارشاد منہمایا، کیا بات پیش آئی؟ عرض کیا گیا آپ نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے آپ نے سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات چیت کر کے سجدہ سہو کیا ترمذی ۱۲۹۰ باب ما جاء سجدة فی السجود بعد السلام والکلام، مسلم شریف ۱۲۴۱ کتاب الوائت فی اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں (ظہر یا عصر کی نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیرا، حضرت ذوالیہدینؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا نماز میں کمی ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ (دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے) ارشاد فرمایا، نہ کمی ہوئی نہ میں بھولا، ذوالیہدینؓ نے کہا، لیکن کچھ تو ہوا ہے۔ پھر آپ صحابہ سے دریافت کیا، کیا ذوالیہدین صحیح کہتے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! آپ نے دو رکعت پڑھائی ہے آپ کھڑے ہوئے اور دوسری دو رکعتیں ادا فرمائی، پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور دو طویل سجدے کئے۔

امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں، یہ حدیث حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی نقل کی ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں، نماز میں بات چیت کرنا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ثابت ہے اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے جب کہ فرائض و واجبات میں کمی زیادتی ہو رہی تھی۔

ترمذی شریف ۱۲۹۰ باب ما جاء فی الرجل یسلم فی الركعتین فی الظہر والعصر، ابتداء اسلام میں نماز کے رکوع و سجود میں قرآن حکیم کی تلاوت بھی کی جاتی تھی، سیدنا علیؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی ۱۲۹۰ باب ما جاء

فی النہی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود

بعض صحابہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: 'ابتداءً ہم لوگ ایسے ہی ہاتھ رکھا کرتے تھے، پھر ہمیں منع کر دیا گیا' اور حکم دیا گیا کہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے۔

(ترمذی شریف، باب ۵۹۰، باب ما جاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے نماز میں صرف ایک سلام پھیرا، دایں جانب مائل ہو کر (یعنی بجائے دو سلام صرف ایک سلام پھیرا۔

(ترمذی شریف، باب ۶۶۱، باب ما جاء فی التسليم فی الصلوة)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں جہری نماز مغرب عشاءؓ فجر میں کوئی ایک، پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد دریافت فرمایا، کیا تم میں کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے (یعنی قرآن پڑھا ہے)، ایک صحابی نے عرض کیا: 'ہاں یا رسول اللہ میں نے پڑھا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: 'ابھی تو میں خیال کر رہا تھا کہ آج میں قرأت میں کیوں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔'

(ترمذی شریف، باب ۱۱۳۱، باب ما جاء فی قرأت القراءۃ خلف الامام الغم)

ایک نو مسلم صحابی معاویہ بن حکم سلمیٰؓ نماز میں شریک تھے، ایک صاحب کو چھینک آئی، حضرت معاویہؓ نے حسب تعلیمات نماز میں چھینکنے والے کو زحمت اللہ کہا، دیگر صحابہ نے انہیں گھوڑا شروع کیا، معاویہؓ حکم نے نماز میں کہنا شروع کیا، تم لوگ مجھے اس طرح کیوں گھوڑ رہے ہو؟ اس پر صحابہ نے اپنے زانوں پر ہاتھ مائے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کیا، اس وقت یہ سمجھ کر بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

(ابوداؤد شریف، باب ۱۱۳۱، باب تشمیت العاطس فی الصلوة)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ میں اپنے گھر ایسے وقت آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، اور دروازہ بند تھا اپنے میری آمد محسوس کی، آگے بڑھے اور دروازہ کھول دیا، پھر اپنی نماز کی جگہ لوٹ آئے۔ (ترمذی شریف، باب ۱۱۳۱، باب ما جاء جوزه من اللشی

وَالْعَمَلُ فِي صَلَاةِ الْقُلُوعِ

جس زمانے میں شراب کے بائے میں کوئی حکم نہ تھا پینے والے پی کر نماز ادا کر لیتے تھے، پھر وقفہ وقفہ سے اس کی بُرائی تین مرحلوں میں آئی آخر حرام کر دی گئی۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۹، سورۃ النسا آیت ۴۲، سورہ مائدہ آیت ۹۰۔ ایک صحابی کے بائے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے شراب پی کر نماز پڑھائی (جیسا کہ اس وقت اجازت تھی) پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قل یا ایہا الکفرؤن پڑھا اور اس میں ہر آیت پر لفظ ”لا“ چھوڑتے گئے، جس سے پوری سورت کا مفہوم پلٹ گیا (مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ صحابی سیدنا علی تھے) غالباً انہی ایام میں شراب پر مکمل پابندی عائد ہو گئی یا اور اس قسم کی بیسوں روایات میں جن میں نماز کے بائے میں کمی زیادتی، تبدیل و تحریف، حذف و اضافہ ہوتے رہے ہیں، دراصل یہ عبادت و احکامات کی ارتقائی منہل ہیں یقیناً جو وقفہ وقفہ سے تکمیل پاتی رہی اور دین مکمل ہوا گیا۔

اب یہ جاننا کہ کونسا عمل آخری شکل و صورت میں تھا اور کونسا حکم آخری درجہ رکھتا تھا، علم صحیح اور فہم صحیح و اجتہاد و کامل کا محتاج ہے، اس مسئلے کی عقدہ کشائی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ (دورِ بعین) میں ایسے نادار کامل العلم والفہم آسمانِ علم کے آفتاب و مہتاب، نابغہ روزگار علماء و فقہاء، صاحب اجتہاد شخصیات کو پیدا کیا جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ان اختلافات کا حل فقہی شکل میں مدون کر دیا۔

اب قرآن و حدیث کا ظاہری اختلاف، ظاہری اختلاف بھی نہ رہا، ہر آیت ہر حدیث اپنے اپنے معنی و مضمون میں مستقل حیثیت کی حامل ہو گئی۔

ذٰلِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمْ فَلَا تَظْلُمُوْا فِیْہِیْنَ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

سیدھی راہ)

اَنْفُسُکُمْ۔ (توبہ آیت ۳۶)

ملت اسلامی کے ان فقہاء و مجتہدین کا امت مسلمہ پر یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کی جزا اور عطا سوائے رب العالمین اور کوئی اور نہیں کر سکتا فَجَزَاهُمْ اٰتٰہُ عَنْکُمْ اَوْ عَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ اَحْسَنُ الْجَزَاءِ

زیربطالعہ کتابچے میں عبادت کی صرف ایک قسم ”نماز“ کے طریقہ کو قرآن و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالوں سے مرتب کیا گیا ہے اور ہر حدیث کا حوالہ المستند و معتبر کتب حدیث سے صفحہ و نمبر کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے علامہ اسلمین کے اعتماد و اطمینان کے لئے مذکورہ حوالہ جات کافی ہیں، آپ اور ہم جو نمازیں ادا کر رہے ہیں، وہ کتب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ دوسری اہم و اساسی بات یہ بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ آپ کے اس کتابچے میں نماز کے طریقے کو جن احادیث کی کتب ابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان میں حدیث کی وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو کتاب بخاری و مسلم وغیرہ کے وجود سے کم و بیش ایک صدی پہلے وجود میں آچکی تھیں، ان میں ایک کتاب ”موطا امام مالک“ بھی ہے جس کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ (اللہ کی کتاب عظیم کے بعد صحیح ترین کتاب) اس کے علاوہ دو صحیفہ بہام بن منبہ، مسند ابی حنیفہ، موطا امام محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، صحیفہ ربیع بن صیح المتوفی ۱۶۱ھ، صحیفہ سعید بن ابی عروبہ المتوفی ۱۶۵ھ، احادیث ابن شہاب زہری ۱۸۱ھ، احادیث ابو بکر بن خزم ۱۸۲ھ، کتاب عبد اللہ بن مبارک، کتاب وکیع، وغیرہ شامل ہیں، یہ صرف فقہ حنفی کی خصوصیت ہے کہ اس کے مرتبین دور صحابہ اور دو تابعین کے ائمہ ہدیٰ ہیں۔ آپ کا یہ کتابچہ احادیث کی جن کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان کی فہرست ”ماخذ و مراجع“ کے عنوان آخری صفحہ پر درج کر دی گئی ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صَوَابٍ مُّسْتَقِيْمٍ

خادم الکتاب والنسۃ

محمد عبد الرحمن

استاذ حدیث و تفسیر

حال تقیم جلدہ (سعودی عرب)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز اور اذان

نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشْرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخَذَهُمْ أَبُو قَتَادَةَ يَقُولُ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِمُصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟
قَالُوا مَا كُنْتُ أَقْدَمُ مِنْ آلِهِ مُحِبَّةً؟ وَلَا أَكْثَرَ نَالَهُ إِثْيَانًا؟ قَالَ بَلَى قَالُوا فَأَعْرِضْ فَقَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ
سَقَى يُحَاذِي بِهِمَا مَنْعَكَ بَيْنَهُمَا (إلى انحر الحدیث) قَالَ أَبُو عَیْسَى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
تُرْوَى فِي شَرِيفِ بَابِ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ ۱۶

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدیؓ دس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جن میں ایک حضرت
ابو قتادہ (فارسی رسول اللہ) بھی تھے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔
ان سب حضرات نے کہا کیا کوئی ممکن ہے جب آپ نہ ہم سے زیادہ قدیم الاسلام میں اور نہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم سے زیادہ آمد و رفت رکھتے تھے، حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا بیشک آپ کی
بات درست ہے۔۔۔۔۔ (دوسری روایت میں یہ عبارت بھی ہے) ان دس صحابہ نے فرمایا تو پھر
آپ بیان کرو حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے
کھڑے ہوتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپ کے کندھوں کے مقابل ہوجاتے۔ (ایضاً حدیث تک)

امام ترمذی اس کو نقل فرما کر لکھتے ہیں ہذا احادیث حسن صحیح یہ حدیث حسن اور صحیح ہے یعنی حدیث کی اعلیٰ و سہرہ قسموں میں شامل ہے۔ (ترمذی ۲۷۱۱ باب ما جاء في وصف الصلاة)
 عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَأَجْعَلْ يَدَيْكَ حَذَا أُنْثَىٰ فَإِنَّكَ تَجْعَلُ يَدَيْكُمَا حَذَا قَدْ يَكُونُ (مجمع الزوائد)
 ترجمہ: حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔
 یہ حدیث مجمع الزوائد میں موجود ہے کتاب الصلاة باب ۱۶۱ رقم الحديث ۲۵۱۳ باب
 رفع اليدين في الصلاة ۲۷۲۔

نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ وَضَعَ يَدَيْهِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف بن ابی شیبہ ۲۸۹۱ باب وضع اليدين على السمل)
 ترجمہ: وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں دیکھا ہے آپ اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے ہیں۔
 عَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ السُّنَّةُ وَضِعَ الْكَفَّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (دارقطنی ۲۸۹۱)
 رقم الحديث ۱۰۸۹ باب في اخذ الشمال باليمين في الصلاة
 ترجمہ: ابو حنیفہ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے نماز میں ہاتھ کو ناف کے نیچے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

یہ حدیث دارقطنی کے علاوہ ابوداؤد کے نسخہ ابن اعرابی میں موجود ہے۔

عَنْ هُدَيْجِ بْنِ غَزَاةٍ الطَّائِي، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَأَيُّ نَحْدٍ شَعَالَهُ يَمِينِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا

فَوْقَ الشَّرْعَةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهَا تَحْتَ الشَّرْعَةِ وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

(ترمذی ۵۱۱ باب ما جاء في وضع اليدين على الشمال في الصلاة)

ترجمہ: حضرت یزید بن قناف الطائی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہماری امانت سرہمایا کرتے تھے آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ تھامے ہوئے ہوتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں بعض صحابہ نے اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا پسند کیا اور دوسرے بعض نے ناف کے اوپر اس مسئلے میں دونوں عمل جائز ہیں۔

ملفوظہ: حدیث کے راوی صلیب کا پورا نام یزید بن قناف قبیلہ طے کے باشندے ہیں یہ گنجلے تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا بہت جلد خوبصورت بال نکل آئے، صلیب کے معنی گنجلے ہیں، پھر یہی نام سے پکائے گئے۔

نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَقَامُ فَرَفَعَهُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ كَفَّ يَدَيْهِ (ترمذی شریف ۵۹۱ باب رفع اليدين عند الركوع، والمناظرة لم يرفع إلا في أول مرة، نسائي شریف ۱۱۰۱ باب ترك ذلك، طحاوی شریف ۱۶۲۱ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود الرفع عن الركوع هكذا مع ذلك رفع املا)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود نے (ایک دن لوگوں سے) کہا: کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز نہ بیان کروں؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھایا پھر (نماز کی کسی بھی حالت میں) دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے۔

حضرت عمر بن الخطاب بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر کسی حالت میں نہیں اٹھاتے۔ (طحاوی ۱۶۲۱ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود، بیہقی ۳۹۳۲ باب من لم

یَدِ کَرِ الرَّفِیعِ الْاَعْمَدِ الْاَفْتَحِ)

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفیع یدین کر رہے تھے، الحدیث۔ جب یہ روایت حضرت ابراہیم نخعیؒ المتوفی ۱۶۱ھ کو پہنچی تو منہرایا، اِنْ كَانَ رَأَى مَرَّةً فَقَدْ رَأَى ابْنَ مَسْعُودٍ سَمِعْتَنِي مَرَّةً اَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي افْتِاحِ الصَّلَاةِ (طحاوی شریف ۱۱۳۱) ترجمہ، وائل بن حجرؓ نے ممکن ہے ایک آدمی کو تہہ دیکھا ہو لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے پچاس دفعہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، پھر اس کا اعادہ نہ کرتے۔

اس روایت پر امام اعظمؒ نے اعتراض کیا تھا وہ یہ کہ

جب ابراہیم نخعیؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو دیکھا ہی نہیں جیسا کہ نایب سے ثابت ہے تو پھر ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا عمل نقل کرنا کیونکر درست ہے؟ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے ایک موقع پر خود اس کا جواب دیا تھا، فرمایا، میں اپنے اور صحابی رسول کے درمیان اسی صورت میں واسطہ ترک کرنا ہوں، جب مجھ کو یہ حدیث مئی ایک راوی بیان کرتے ہیں اور جب میں صحابی رسول کا واسطہ نقل کرتا ہوں تو وہ روایت مجھ کو صرف اسی راوی سے ملے ہوگی۔ امام دارقطنی لکھتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے علوم و فنن کے سب سے بڑے عالم ہیں، لہذا ان کا یہ کہنا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پچاس دفعہ دیکھا، بالکل درست ہے۔ (طحاوی شریف ۱۱۳۱)

نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ
وَعُثْمَانُ فَلَمَّا أَسْمَعُ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مسلم شریف ۱۲۱۸، ابواب
حجۃ من قال لا یجہر بالبسمۃ)

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر الفاروق اور حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، ان میں سے کسی کو بھی
نماز میں (سورۃ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

وَفِي رِوَايَةٍ كَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مسلم شریف ۱۲۱۸، ابواب
حجۃ من قال لا یجہر بالبسمۃ۔ نسائی شریف ۵۰۰۵، ابواب تراث الجہر بسبح اللہ الرحمن الرحیم
یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق اور
حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آواز سے پڑھا نہیں کرتے تھے (یعنی آہستہ پڑھا
کرتے تھے۔

تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں، كَانُوا يُخْفُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ترجمہ: یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر الفاروق
اور عثمان الغنی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ
يَمْتَنِعُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ وَبِالْعَمَلَيْنِ۔ (ترمذی شریف ۵۰۰۵، باب فی افتتاح الصلوۃ
بالحمد لله وبالعَمَلَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور

حضرت عثمان اپنی نماز کا آغاز (سورۃ فاتحہ) الحمد للہ رب العالمین سے کیا کرتے تھے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھتے اور سورۃ فاتحہ الحمد للہ رب العالمین آواز سے پڑھا کرتے)

اسی کتب ترمذی شریف جلد اول باب ما جاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم کا عنوان مذکورہ الفاظ سے موجود ہے جس میں امام ترمذی نے وہ ساری احادیث جمع کی ہیں جن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نماز میں آواز سے نہیں پڑھا گیا۔

ان ساری احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ بغیر آواز کے پڑھی جائے یہی سنت طریقتہ ہے۔

مقدمہ کو امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہنا چاہیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ مَا جُعِلَ الْإِمَامُ يُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا اكْتَبَرَ فَكَبَّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَوَّلَ قَوْلُهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا اللَّهُ الْخَمْدُ (نسائی شریف ۱۰۰) باب قراءة القرآن خلف الإمام في الجهر به الإمام ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کرو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم اللہم ربنا لک الحمد کہو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْنَا إِلَى الْمَلَكِ فَلْيَتَوَكَّلْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصِتُوا۔ (مسند احمد ۴۴۴۴، رقم الحديث ۱۹۵) ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ الاشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنا کوئی ایک امام مقرر کر لو اور جب وہ قرأت کرے تو تم سب چپ رہو۔ ————— نسائی شریف اور مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے، امام مسلم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَوةً
لَمْ يَقْرَأْ بِهَا مِائَةَ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ عَذِيبٌ تَعَامُ فَقَالَ لَهُ حَامِلُ
الْحَدِيثِ إِنِّي أَكُونُ أَخْبَانًا وَمَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ إِنْ أَقْرَأَ بِهَا فِي نَفْسِكَ - (ابوداؤد ۱۱۹۱)
باب مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَوةِهِ - مسلم ۱۰۰۰ الباب اربعاب قراءة الفاتحة في كل ركعة -
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی
نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ نماز ناقص غنیمہ تمام ہے۔ اس حدیث
کے سننے والے راوی نے پوچھا اے ابو ہریرہؓ جب میں کسی امام کے پیچھے ہوں تو کیا میں قرأت کروں؟
حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔

اس حدیث کے بارے میں امام الحدیث سفیان الثوریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ لکھتے ہیں کہ یہ
حدیث لاصلوۃ الا بقرآنۃ النکتات تنہا نماز پڑھنے والے کے بارے میں ہے کہ وہ ہر رکعت میں
فاتحہ پڑھے لیکن امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا یہ حکم نہیں ہے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا خاموش کھڑا رہے
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ بِهَا مِائَةَ الْقُرْآنِ
فَلَمْ يُعَسَلْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا أَحَدُ يَتِّحَسِّنُ صَحِيحٌ
ترمذی ۱۱۹۱ باب ما جاء في ترك القراءة خلف الإمام إذا جهر بالقراءة يوطأ لک اربع باب جاء في ام القرآن
ترجمہ: ابو نعیم راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی
نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز درست نہیں البتہ اگر وہ امام کے پیچھے ہو تو قرأت ضروری نہیں امام
ترمذی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (یعنی حدیث کی دونوں اعلیٰ اور بہتر قسموں میں شامل ہے)۔
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَهْ إِمَامٌ فَقِوْهُ
الإمام له قراءته (ابن ماجہ ۱۱۹۱ باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس
کا کوئی امام ہو امام کی قرأت سے قندی کی قرأت شمار ہوگی۔

خلاصہ کلام

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اَقْرَأْتُ اخْتَلَفَ الْإِمَامُ؟ اَوْ اَنْصَتُ؟
 یا رسول اللہ کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں یا چپ رہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا بَلَدُ اَنْصَتُ
 فَإِنَّهُ يَكُونُ نِسَاءً ارشاد فرمایا نہیں بلکہ خاموش رہو یہ بات تم کو کافی ہے۔ یہ حدیث دارقطنی ۳۲۲
 رقم الباب ۳۲ رقم الحدیث ۱۲۲۲ اور بیہقی میں ۵۲۲۱ باب مَنْ قَالَ لَا يَدْرُ الْخَلْفُ الْإِمَامُ میں موجود ہے

ملفوظ

تہنا نماز پڑھنا اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا دو علاحدہ علاحدہ مسئلے ہیں۔

جن احادیث میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ تہنا نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے جس میں
 امام بھی شامل ہے ایسی صورت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور جن میں خاموش
 رہنے کا حکم ہے وہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے کہ وہ لوگ امام کے پیچھے قرأت نہ کریں بلکہ
 خاموش رہیں۔ مذکورہ جواب عالی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جواب عنایت فرمایا: بَلَدُ
 اَنْصَتُ فَإِنَّهُ يَكُونُ نِسَاءً۔

ترجمہ: امام کے پیچھے خاموش رہو کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔

یہ حدیث دارقطنی اور بیہقی میں موجود ہے۔

علامہ ابن القیم اور ان کے استاذ علامہ ابن تیمیہ اہل حدیث، سلفی، بغیر مقلدین حضرات کے بزرگ
 اور ان کے بزرگوں کے بزرگ ہیں، اہل حدیث کی ساری تحقیقات انہی دو بزرگوں کی تحقیقات پر ٹھہر جاتی
 ہیں، اول الذکر علامہ ابن القیم اپنی مشہور زمانہ کتاب "اعلام الموقعین بحسن رب العالمین" میں نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا جواب نقل کیا ہے اور اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے۔

(اعلام الموقعین ص ۲۳)

نماز میں آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ عَائِلُ الْعَمْرُوتُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ آمِينَ وَأَنَّهُ فِي بَهَا صَوْتِهِ (مسند احمد ۲/۱۷۱)
دارقطنی ۳۲۲۱ باب التامین فی الصلوة رقم الحدیث ۱۲۵۶

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، جب آپ نے غیر الغنوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

دو رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُوٍّ وَقَدْ مَنِيَهُ. (ترمذی ۶۲۱۱ باب ما جاء كيف النهوض من السجود)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہو کر تھے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُوٍّ وَقَدْ مَنِيَهُ وَكَانَ يَجْلِسُ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۳۱ باب مَنْ كَانَ يَنْهَضُ عَلَى صُدُوٍّ وَقَدْ مَنِيَهُ، مسند احمد ۲/۲۰۲)
باب مَنْ قَالَ يَرْجِعُ عَلَى صُدُوٍّ وَقَدْ مَنِيَهُ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے اور جلسہ نہ کرتے۔

نماز میں پیر پر پٹھیا اور دایاں پیر پنجی، کھڑا کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ

بِالتَّكْبِيرِ إِلَى أَنْ قَالَتْ، وَكَانَ يَنْتَرِشُ رَجُلُهُ الْيُسْرَى وَيَنْصَبُ رَجُلُهُ الْيُمْنَى

اسلم شریف ۱۹۲ باب ما یجمع صفة الصلوة وما یفتتح بہ ویتعتم بہ

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (اللہ اکبر) کے کلمہ سے اپنی نماز کا آغاز کرتے۔ اور بیٹھتے وقت (قدہ میں) بایاں پر بچھا دیتے اور پایاں پر (بچہ) کھڑا کر دیتے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرَانَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْزِي لِلشَّهْدِ افْتَرَشَ رَجُلُهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ رَجُلُهُ الْيُمْنَى

(ترمذی شریف ۶۵۱ باب کیف الجلوس فی التشہد)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں، میں مدینہ منورہ آیا اور یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں (کہ آپ کیسے ادا کرتے ہیں) پھر جب آپ تشہد کے لئے قدہ میں بیٹھے تو اپنا بایاں پر بچھا دیا اور اپنا بایاں لمٹھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور اپنا پایاں پر (بچہ) کھڑا کر دیا۔

تشہد میں صرف اشارہ کرنا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ السَّبَّاحَةَ إِلَى الْإِبْهَامِ الْيُمْنَى يَدْعُو بِهَا وَبَدَّةَ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِأَسْطِمْ عَلَيْهِ (ترمذی شریف ۶۵۱ باب ما جاء فی الاشارة)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب قدہ کرتے تو اپنا پایاں لمٹھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنی اس انگلی کو جو دائیں انگوٹھے سے متصل ہے (یعنی شہادت کی انگلی) کو اٹھاتے دعا کرتے اور آپ کا بایاں لمٹھ بائیں گھٹنے پر پھیلا ہوا ہوتا۔ امام ترمذی اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ يَخْتَارُونَ الْإِشَارَةَ فِي الشَّهَادَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا (ترمذی ۱۶۵) ترجمہ: اسی پر عمل ہے بعض اہل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام حضرات کا انہوں نے شہد میں اشارہ کرنے کو پسند کیا ہے (امام ترمذی یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے محدثین کرام کا بھی یہی قول ہے۔)

ملفوظ:

شہد میں اشارہ کرنے کا سیدھا سادہ مفہوم یہی تو ہے کہ کلمہ شہادت پر دایں ہاتھ کے انگلی کو حرکت دی جائے تاکہ قوی اور عملی شہادت ایک ساتھ ہو جائے، بس اس کا یہی مقصد ہے (روایت میں اشارہ کرنا ثابت ہے عمل اشارہ مراد نہیں، مسلسل اشارہ کرتے رہنا مذکورہ بالا حدیث میں "رَفَعَ أَصْبَعَهُ" کے الفاظ میں آپ نے انگشت اٹھائی، رفع کے معنی اٹھانا، اونچا کرنا ہیں اور یہ عمل صرف ایک حرکت پر ختم ہو جاتا ہے معلوم نہیں کس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ قسمدہ اخیرہ میں کلمہ شہادت پر انگلی کو مسلسل حرکت دی جاتی ہے (یعنی عمل اشارہ) یہاں تک کہ امام سلام پھیر دے۔

فجر کی چھوٹی ٹہوٹی دو سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد ادا کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْقِيعَ الشَّمْسِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ. (بخاری شریف ۸۲ باب الصَّلَاةُ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْقِيعَ الشَّمْسِ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدری کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک سورج غروب ہو جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ

رُكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

(ترمذی شریف ۹۶۱ باب مَا جَاءَ فِي أَعَادَتِهِمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی دو رکعتیں سنت، نہ پڑھی ہوں اس کو چاہئے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے اچالے میں ادا کرنا

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
أَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ (ترمذی شریف ۹۶۲ باب مَا جَاءَ فِي الْأَسْفَارِ بِالْفَجْرِ)
ترجمہ: رافع بن خدیج کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فجر
کی نماز کو اچالے میں ادا کر دو کیونکہ ایسا کرنا ثواب کو بڑھا دیتا ہے۔

عَنْ مَخْصُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَرْتُمْ بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ (ترمذی شریف ۹۶۳ باب الْأَسْفَارِ)
ترجمہ: حضرت محمود بن لبید اپنی قوم کے چند انصاری صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم فجر کی نماز کو جس قدر اچالے میں ادا کرو گے ثواب میں زیادتی ہوگی۔

ملحوظ

غالباً ثواب کی یہ زیادتی مصلحتین کی کثرت کی وجہ سے ہوئی، کیونکہ فجر میں کچھ تاخیر کرنے سے لوگوں
کی کثرت ہوگی اور کثیر جماعت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

موسم گرما میں نماز ظہر کو کچھ تاخیر سے ادا کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرَبَّدُونَ؟

بِالْطَّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. بخاری شریف ۱۷، باب الإبراد بالطهر في شدة الحر
ترجمہ: حضرت ابو سعید الخدریؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، طہر
کی نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے جوتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ
أَبْدَى الْمَلُوفَةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَلَ. (نسائی شریف ۱۷، باب تعجيل الطهر في البرد)
ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم گرما میں نسا
ٹھنڈے وقت ادا کرتے اور موسم سرما میں جلدی ادا کرتے۔ (یعنی موسم گرما میں طہر کی نماز کو بہتر
سے پڑھتے تاکہ اطمینان سے نماز ادا ہو اور موسم سرما میں اس کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ موسم سرما میں
موسم کی خوشگواہی سے خشوع و خضوع میں خلل نہیں پڑتا۔)

وتر کی نماز تین رکعت ہیں اور نماے قنوت رکوع کے بعد

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَفَعَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(إِلَى أَنْ قَالَ) ثُمَّ أَوْتَرَيْتَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ. مسلم ۲۷۱، باب صلوة النبي ودعاءه بالليل
ترجمہ: یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا اختصار یہ ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں
میں ایک دن اپنی خالام المؤمنین سیدہ میمونہؓ کے حجرے میں اس غرض سے رات گزاری کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی رات والی نماز دیکھوں کہ آپؐ آخر شب میں کس طرح ادا کرتے ہیں (ابن عباسؓ نے
تفصیل بیان کی) پھر آخر میں فرمایا کہ آپؐ تین رکعت وتر کی نماز ادا کی۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا
تَسْقُطُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوِيلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْقُطُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ

طَوَّلَهُنَّ ثُمَّ بَسَّسَ ثَلَاثًا فَعَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتَانَا قَبْدَانًا
 قَوِيًّا فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَمَامَانِ وَلَا تَمَامٌ قَلْبِي. قَالَ أَبُو عَيْسَى هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ
 حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی ۱۹۰۹ باب ما جاء في وصف صلاة النبي صلى الله عليه وسلم بالليل)
 ترجمہ: حضرت ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رمضان المبارک والی راتوں میں نمازوں کی کیا کیفیت ہو کرتی تھی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ
 نے فرمایا: رمضان اور غنیمہ رمضان کی راتوں کی عبادت یکساں رہ کر کرتی تھی، آپ ہر رات گیارہ
 رکعت نماز ادا فرماتے تھے پہلے چار رکعت پڑھتے، اے ابوسلمہ تم ان چار رکعت کی خوبی اور درازی
 نہ پوچھو (یعنی نہایت پرسکون اور خوبی کے ساتھ اس میں قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتے، اس کے بعد
 پھر چار رکعت ادا فرماتے، تم اس کی بھی خوبی اور درازی نہ پوچھو، پھر آخر میں تین رکعت ادا فرماتے
 سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا وتر کی نماز پڑھنے سے پہلے
 سو جاتے، آپ نے ارنا فرمایا، اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں، دل بیزار رہ کر تا رہے۔
 (مطلب یہ کہ وتر کی قضا ہو نہ کا امکان نہیں)۔

امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرما کر لکھتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
 عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِي ثَلَاثَ

(ترمذی شریف ۱۰۰۱۰ باب ما جاء في الوتر ثلاثاً)

ترجمہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت نماز وتر پڑھا
 کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرما کر لکھتے ہیں، صحابہ کرام اور تابعین
 عظام کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ آدمی کو تین رکعت نماز وتر ادا کرنی چاہیے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ سَبْعَ
 أَمْشُورَاتٍ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ وَرَكْعَةٍ

(ترمذی شریف ۱۰۰۱۰ باب ما جاء في الوتر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرؤن اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے۔ امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ یہی حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ سیدنا علیؓ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں رکعت اور فرماتے تھے۔

امام ترمذی لکھتے ہیں: وَأَخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْقُنُوتَ فِي الْوُتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَأَخْتَارَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سَفِيَانُ الثَّوْرِيُّ وَإِبْنُ الْمُبَارَكِ وَاسْتَحْفَ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ (ترمذی شریف ۱۰۷۰۱ باب ماجاء فی القنوت فی الوتر)

ترجمہ: امام ترمذی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں بعض حضرات دعائے قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھا کرتے اور بعض حضرات رکوع کے بعد لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تمام سال تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے، محدثین کرام میں امام سفیان الثوریؒ امام عبد اللہ بن مبارکؒ امام احمدؒ کا بھی یہی قول ہے کہ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا جائے۔

نماز تراویح کی بیس رکعتیں

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي رَمَازِي عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ ثَلَاثَ وَعِشْرِينَ رُكْعَةً۔ (موطا امام مالک ۳۰ باب ماجاء فی قیام رمضان)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں، سیدنا عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں صحابہ کرام تیس رکعت نماز رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھا کرتے تھے (بیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر) وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ طَرِيقِ يَزِيدَ بْنِ حُصَيْنَةَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عِشْرِينَ رُكْعَةً

فتح الباری ۵/۱۵۶

ترجمہ: امام مالکؒ نے سائب بن یزید سے تراویح کی بیس رکعت نفل کی ہے۔

اس روایت کو حافظ ابن حجر نے قبول کیا ہے امام شوکانی نے بھی اس روایت کو نفل کی ہے۔

نوٹ: ان سب روایتوں کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں، امام بخاری نے بھی ان راویوں سے

احادیث نفل کی ہیں۔ (بخاری شریف ۳۱۲ باب اقتناء الکلب للحرف)

عَنْ حَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْمُعْزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبِي بَنِي كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالسُّبْحِ ثَلَاثَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِي ثَلَاثَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۳۲ باب فی صلاۃ رمضان)

ترجمہ: حسن بن عبد العزیز (تابعی) کہتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعبؓ مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں رمضان کی راتوں میں صحابہ کرام کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز

عَنْ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ أَمْسَلَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ أَبُو عَيْسَى وَقَدْ رَوَى نَحْنُ هَذَا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَعَائِشَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترمذی ۱۰۸۰ باب ما جاء لاقرآن فی لیلۃ)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ اپنی والدہ (خیرہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں، اس جیسی روایت حضرت ابو امامہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ اور اکثر اصحاب رسول نقل کرتے ہیں

عبیدین کی نماز میں چھ تکبیرات زیادہ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدَّثَهُ بِنِ الْإِمَامَانِ

كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَصْحَى وَالْعَظُرُ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى
الْأَشْعَرِيُّ كَانَ يُكَبِّرُ أَوَّلَ نِيَّاتِهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِي مُصَدِّقُ فَقَالَ
أَبُو مُوسَى: كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصَرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ.

(ابو داؤد شریف ۱۶۳ باب التکبیر فی السجودین)

ترجمہ: سعید بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ الاشعریٰ اور حضرت حذیفہ بن الیمان سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عینہ الاضنیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے؟ حضرت
ابو موسیٰ الاشعریٰ نے فرمایا، نماز جنازہ کی تکبیرات کی طرح (عید کی ہر رکعت میں) چار تکبیریں
کہتے تھے، اس پر حضرت حذیفہ بن الیمان نے فرمایا، آپ صبح کہتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ الاشعریٰ کہتے ہیں،
جب میں شہر بصرہ کا حاکم تھا اس وقت عیدین کی نماز اسی طرح پڑھایا کرتا تھا (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ
اور تین تکبیریں زائد دوسری میں رکعت کی تکبیر اور تین زائد)

سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَهَا بَعْدَ السَّلَامِ قَالَ أَبُو
عِيْسَى هَذَا لِحَدِيثٍ حَسَنٍ وَصَحِيحٍ. (ترمذی شریف ۱۰۹۱ باب جاء فی سجدة السهو بعد السلام والكلام)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دونوں
سجدہ سلام کے بعد کئے۔

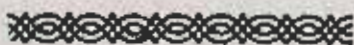
امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن و صحیح ہے (حدیث کی اعلیٰ و بہتر قسم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ
خَمْسًا فَبَدَّلَ لَهُ أَرْبَعًا فِي الْمَكَلُوفَةِ؟ فَقَالَ وَمَا ذَٰلِكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا
فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا شَأْنُ أَحَدِكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّرْ
الصَّوَابَ فَلْيُعِمْ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ. (بخاری شریف ۱۶۳ باب إذا

صَلَّى خَمْسًا. مسلم شریف ۲۱۱ باب مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكْ فَصَلَّى الْاِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھیں، آپ سے عرض کیا گیا کیا ظہر کی نماز میں پانچویں رکعت کا اضافہ ہوا ہے؟ آپ نے منہ مایا کیا بات ہے؟

صحابہ نے عرض کی، آپ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی ہے، اس پر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے، دوسری روایت میں یہ مضمون ہے اگر تم کو اپنی نماز میں شک ہو جائے کہی زیادتی کا، تو یقینی بات (ظن غالب) پر عمل کیا جائے اور اس کی تکمیل کی جائے پھر سلام پھیرا جائے پھر دو سجدے کئے جائیں۔



اذان اور اقامت

اذان اور اقامت کے کلمات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفْعًا
 شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (ترمذی شریف اردو باب ماجاء فی ان الاقامة مثنی مثنی)
 ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت
 دو دو کلمات والی ہوتی تھیں (یعنی اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہوا کرتے،
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ شَهِدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَحْضَرَانِ فَقَامَ
 عَلَى حَاطِطٍ فَأَذَنَ مَثْنًى وَمَثْنًى وَأَقَامَ مَثْنًى مَثْنًى۔

(مصنف ابن الاشعث ۲۰۳ باب ماجاء فی الاذان والاقامة کیف ہوں)

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی لیبی (تابعی) کہتے ہیں کہ ہم سے بہت سارے اصحاب رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج رات خواب دیکھا کہ ایک شخص جس پر دو سبز رنگ کے
 چادریں تھیں ایک دیوار پر کھڑا ہے پھر اس نے دو دو کلمات سے اذان پڑھی اور دو دو کلمات
 ہی سے اقامت کہی۔

ملفوظ

یہ سنہ ہجری کا واقعہ ہے اذان کا موجودہ طریقہ مدینہ منورہ میں ابھی تک شروع نہ ہوا تھا، مختلف ذرائع سے مسلمانوں کو نماز کے لئے جمع کیا جاتا تھا، جب مذکورہ صحابی عبداللہ بن زید بن عبد ربیع نے خواب میں اذان سنی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح بیان کیا، اپنے اذان کا یہی طریقہ مقرر کر دیا۔ دیگر روایات میں مزید یہ وصاحتیں ملتی ہیں کہ جب خواب والی اذان حضرت بلالؓ سے پڑھوائی گئی تو دس سے زائد صحابہ کرام نے بھی شہادت دی کہ ہم نے بھی گزشتہ رات ایسے ہی خواب دیکھا ہے، سیدنا عمرؓ بھی دوڑتے ہوئے آئے اور کہا یا رسول اللہ ایسے ہی کلمات میں نے بھی خواب میں سنے ہیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے ہاں وحی آچکی ہے۔

خلاصہ کلام

مدینہ المنورہ کی اس اذان میں اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہیں، جیسا کہ آج ہندو پاک و دیگر ممالک اسلامیہ میں رائج ہیں یعنی ہر کلمہ دو دو بار پڑھا جائے جن صحابی نے خواب میں دو فرشتوں کو اذان و اقامت دیتے سنا ہے اس کا پورا نام عبداللہ بن زید بن عبد ربیع ہے، یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

اس روایت کو امام بیہقی نے اپنی "سنن بیہقی" میں معتبر سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس روایت کے سائے راوی "رجال البیہقی" یعنی حدیث بخاری و مسلم کے راوی ہیں، حدیث مصنف ابن ابی شیبہؒ کے مذکورہ راوی حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جنہوں نے اذان کی خواب والی روایت نقل کی ہے ایک سو بیس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف پایا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

عورت کی نماز

نماز جیسے مردوں پر فرض ہے عورتوں پر بھی فرض ہے، ایسے ہی نماز کا جو طریقہ مردوں کے لئے مقرر ہے وہی طریقہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔

نماز کے ارکان، فرائض، واجبات، سنن وغیرہ مرد اور عورت پر یکساں ہیں، نماز کے شرائط میں بھی اوقات، صلوٰۃ، طہارت، ستر، عورت (یعنی نماز میں جن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے) استقبال قبلہ، تکبیرات، قرأت، رکوع، سجود غرض نماز کی ہر کیفیت میں مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے، البتہ عورتوں کے لئے چند ایک عمل نماز میں مردوں سے کچھ مختلف ہیں جن کو یہاں اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے، اس کے بعد بطور ثبوت احادیث اور اقوال صحابہ نقل کئے جائیں گے۔

(۱) مردوں کو مسجد کی حاضری ضروری ہے عورتوں کو یہ حکم نہیں۔

(۲) مردوں کو باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے عورتوں پر یہ پابندی نہیں۔

(۳) نماز میں مردوں کا ستر ناف سے گھٹنوں تک فرض ہے، عورتوں کے لئے سوائے چہرہ اور ہاتھ پیر (گٹے اور ٹخنے) سوائے جسم کا پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا کہ نامحرم مرد سنیں عورتوں کو منع ہے، مرد بلند آواز سے قنوت کر سکتا ہے۔

(۵) مردوں کا امام صف سے آگے کھڑا ہوگا، اگر عورتیں جماعت سے نماز ادا کریں تو انکی عورت امام صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔

(۶) تکبیر تحریمیہ کے وقت مرد و دونوں ہاتھوں کو کشادہ اور بلند کرے گا، عورت دونوں ہاتھوں کو بلند اور کشادہ نہیں کرے گی۔

(۷) تکبیر تحریمیہ کے بعد مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے گا عورت اپنے ہاتھ سینے پر رکھے گی۔

(۸) قیام کی حالت میں مرد اپنے دونوں ہاتھ کشادہ رکھے گا عورت دونوں پیروں کو قریب ہٹا کر کھینگی۔

(۹) سجدہ کی حالت میں مرد اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جڑا رکھے گا، عورت اپنا پیٹ اپنے رانوں سے چمٹائے ہوئے زمین سے لگی رہے گی۔

(۱۰) نماز کے قصدہ میں مرد اپنے بائیں پیر پر بیٹھے گا اور دایاں پیر (پنجہ) کھڑا کرے گا عورت اپنے پیر پر نہ بیٹھے گی بلکہ زمین پر بیٹھ جائے گی اور اپنے دونوں پیر ذرا اپنی طرف نکال دے گی۔

یکم و بیش دس مسائل میں جو نماز میں عورتوں کے لئے سنت ہیں، ان مسائل میں مرد شریک نہیں۔۔۔۔۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۲۱ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فَانِ الْمَرْأَةُ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ مِنَ الرَّجُلِ۔ ترجمہ، نماز کے ان مسائل میں عورت کا حکم مرد کے حکم سے مختلف ہے۔

احادیث اور اقوال صحابہ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ سَمِعْتُ عَطَاءَ سَأَلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْهَا (وَقَالَ بَعْدَ اسْطَر) لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا مِنَ الرَّجُلِ وَأَشَارَ فَخَمَصَ يَدَيْهِ جَدًّا أَوْ جَمَعَهَا إِلَيْهِ جَدًّا وَقَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ هَدِيَّةٌ لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ

مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی اللوۃ اذا افتتحت الصلوۃ الی این ترفع ترجمہ: امام بخاری کے استاذ امام ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے سنا ہے جب ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس

طرح اٹھائے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھائے اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں، پھر انہوں نے اس عمل کو اشارہ سے بتایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملا دیا اور فرمایا نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ سَمِعْتُ كَيْفَ كَانَتِ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ شَرَأْمَرْنَ أَنْ يَحْضَرْنَ (جامع المسائل ۴۰) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا ابتدا الی زمانے میں عورتیں چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَائِلُ مِنْ حَجْرٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالْمِرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ شِدْيَيْهَا (مجمع الزوائد ۱۳۲۲ باب رفع اليدين في الصلاة رقم الحديث ۲۵۹۳) ترجمہ: حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ اپنے سینے تک اٹھائے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تَصَلِّيَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتَ فَاغْضِمَا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمِرْأَةَ لَيَسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ۔ (سنن ابیہی ۱۲۲۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا، جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چسٹا دو اس لئے کہ اس مسئلہ میں عورت مرد کے برابر نہیں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

جَلَسَتْ الْمَرْأَةُ لِلصَّلَاةِ وَصَعَتْ فَخِذَيْهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى وَإِذَا سَجَدَتْ
الْصَفَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا حَاكُاسْتَرَهَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا
وَيَقُولُ لَهَا مَاذَا تَكْنِي أَشْهَدُ كُفْرًا فَقَدْ غَفَرْتُ لَهَا. (سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جب عورت نماز کے لئے بیٹھی تو اپنی ران کو ران سے لگائے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ
کو اپنی دونوں رانوں سے ملالے اس طرح کہ اس سے زیادہ ستر ہو سکے، اور اللہ تعالیٰ اس عورت
کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے حکم فرماتے ہیں اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَحْتَفِزْ فَخِذَيْهَا

(سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو سرین (پشت)
کے بل بیٹھ جائے اور اپنی دونوں رانوں کو ملالے (یعنی ٹانگہ کر زمین پر بیٹھ جائے)۔
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَحْتَفِزُ

(سنن البیہقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا (اس کی کیا
کیفیت ہے؟) آپ نے فرمایا اپنے سارے اعضاء کو ملالے اور سرین (پشت) کے بل بیٹھ جائے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا احادیث شریفہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام کے اقوال و آثار و روایات سے جو
عورتوں کی نماز کا صحیح طریقہ ثابت ہوتا ہے وہ مردوں کی نماز سے کچھ مختلف ہے۔

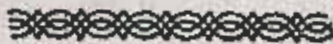
عورتوں کی نماز کے طریقے میں زیادہ سے زیادہ پرتزہ اور جسم کو سمٹ بٹھا کر ایک دوسرے
عضو سے ملا کے رکھنا ثابت ہوتا ہے اور یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے

آج تک امت میں بلا کسی اختلاف و نزاع چلا آ رہا ہے کسی صحابی رسول یا تابعی و دیگر فقیہ امت کا ایسا کوئی فتویٰ نظر نہیں آتا کہ عورتوں کی نماز مردوں کی نماز کے بالکل مطابق ہو۔

جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے نماز کے ارکان فرائض رکن وغیرہ میں مرد اور عورت یکساں ہیں، صرف چند امور میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق ظاہر ہوتا ہے اس فرق کو ہم نے دس مسائل میں جمع کر دیا ہے۔

اہلسنت والجماعت کے مسلمانوں کے لئے یہ وضاحت کافی ہے رہے بغیر اہلسنت والجماعت والوں کا طریقہ جو بھی ہے یہ ان کا اپنا طریقہ ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔



صلوٰۃ جنازہ

صلوٰۃ جنازہ کا اردو ترجمہ ”نماز جنازہ“ کیا جاتا ہے لیکن اس کا صحیح ترجمہ ”دُعائے جنازہ“ ہونا چاہیے، حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ جنازہ نماز نہیں ہے بلکہ میت کے لئے دعاء و استغفار کی مخصوص شکل ہے لہذا صلوٰۃ جنازہ کا صحیح ترجمہ ”دُعائے جنازہ“ ہوگا۔

صلوٰۃ جنازہ میں قرأت رکوع، سجود وغیرہ کچھ بھی نہیں، اس میں صرف قیام اور چار تکبیرات ”اللہ اکبر“ کہنا فرض ہے اگر کسی مجبوری کے تحت صلوٰۃ جنازہ کی مخصوص شکل ادا نہ کی جاسکے تو میت کو سنا منے رکھ کر چار تکبیرات کہہ دی جائیں صلوٰۃ جنازہ ادا ہو جائے گی، احادیث صحیحہ میں میت کی اس دعاء و استغفار میں کوئی ایک غائی منقول ہیں، ان میں سے کوئی ایک دعاء پڑھی جاسکتی ہے سب سے مشہور تو وہی دعاء ہے جو تیسری تکبیر کے بعد عام طور پر پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَبِيتِنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَايِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذُكْرِنَا
وَأُنْثَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ وَسَأَلْنَا حَيِّهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ وَسَأَلْنَا تَوْفِقَهُ
عَلَى الْإِيمَانِ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں، مردوں، موجود و غیر موجود، چھوٹے بڑے، مرد اور عورتوں سب کی مغفرت فرما اے اللہ جو ہم میں زندہ ہیں ان کو اسلام پر قائم رکھئے، اور جن کو آپ موت دیں انہیں ایمان پر موت نصیب فرما۔

حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں، میں ایک صحابی کی صلوٰۃ جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب کھڑا تھا، آپ صلوٰۃ جنازہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے جو غنی آواز میں تھی۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَ
وَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالشَّالِجِ وَالْبَرْدِ وَبَقِّتْهُ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا بَقَّيْتَ
النُّوَبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّاسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ
أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ
الْعَنَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

قَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ حَتَّى تَعْنَيْتُ أَنْ أَكُونَ ذَلِكَ لِلْمَيِّتِ۔ مسلم شریف ۱۱۱۱
کتاب الجنائز فصل فی الدعاء للمیت۔ ترمذی شریف ۱۹۸۱ باب ما یقول فی الصلوٰۃ
علی المیت۔ نسائی شریف ۱۱۱۱ باب الدعاء

ترجمہ: اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت و عین نصیب فرما
اس سے درگزر فرما، اس کی حاضری اعزت دے اس کے ٹھکانے کو کشادہ فرما اسکو ٹھنڈے
اور میٹھے پانی سے سیراب فرما، اس کو پاک و صاف کر دے خطاؤں سے جیسا کہ سفید کپڑا میل
کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اس کو آخرت کا گھر اس کے دنیا کے گھر سے بہتر عطا فرما، اس
کو اہل خانہ دنیا کے اہل خانہ سے افضل نصیب ہوں، اس کا جوڑا دنیا کے جوڑے سے بہتر عطا کر
اس کو جنت میں داخل فرمائے اس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے نجات دے دیجئے۔

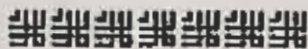
راوی حدیث حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں اس موقع پر مسجدِ نبویہ میں یہ شدید قحط
پیدا ہوئی اے کاش یہ میت میں ہوتا۔

صلوٰۃ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیر دینے سے
صلوٰۃ جنازہ ادا ہو جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْفَى أَنَّهُ كَبَّرَ أَرْبَعًا فِي صَلَوةِ الْجَنَازَةِ، فَمَلَأَتْ سَاعَةً
حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَكْبِرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ

قَالَ هَذَا مَصْنَعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ
 اللَّهِ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ مَصْنُوعٌ وَقَالَ النُّوَوِيُّ هَذَا هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيحُ الْمَخْتَارُ
 (الْأَذْكَارُ لِلنُّوَوِيِّ ص ۱۳۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن اوفیؓ نے صلوٰۃ جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیرات
 کہی پھر کچھ دیر خاموش رہے ہم نے خیال کیا کہ شاید پانچویں تکبیر کہنا چاہتے ہیں، لیکن آپ نے
 اپنے دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیر دیا۔ حاکم ابو عبید اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح
 ہے امام نووی لکھتے ہیں یہی طریقہ بہتر اور افضل ہے۔



حالت جنابت اور حمض و نفاس میں تلاوت قرآن کا حکم

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا فَإِنَّ أَبُو عَيْمُنَ حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ مَحْبُوحٌ فِيهِ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ قَالُوا يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وَضوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمُسْتَحَفِّ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ وَبِهِ يَقُولُ سَفِيانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْتِيفَ (ترمذی شریف ۳۸ باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال)

ترجمہ: سیدنا علیؑ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر حالت میں قرآن پڑھواتے تھے بشرطیکہ حالت جنابت میں نہ ہوں،

امام ترمذی کہتے ہیں بہت سارے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام ایسے ہی فرماتے ہیں کہ بغیر وضو قرآن پڑھا جاسکتا ہے لیکن بغیر طہارت (جنابت) میں قرآن نہ پڑھا جائے۔ امام سفیان الثوریؒ امام شافعیؒ امام احمد اور امام اسحق ایسا ہی کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث ابن ماجہ ۴۴۲ باب ما جاء في قراءة القرآن على غير طهارة مسند احمد ج ۱ ص ۸۳، ابوداؤد ۴۱۳ باب في الجنب يقرأ القرآن نسائي شریف ۳۲ باب حجب الجنب من قراءة القرآن ابن جبار و ص ۵۲، حاکم ج ۴ ص ۱۰۷، پر موجود ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَأُوا الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ سَفِيانِ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدُ وَاسْتِيفَ قَالُوا لَا تَقْرَأُوا الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا إِلَّا طَرَفَ الْآيَةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَرَخَّصُوا الْجُنُبَ وَالْحَائِضَ فِي الشَّيْءِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ (ترمذی شریف باب ۳۴۱ مَا جَاءَ فِي الْجَنبِ اِنْهُمْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حیض والی عورت اور حبشی قرآن کی ایک آیت بھی تلاوت نہ کرے۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہی قول الکراہی علم صحابہ کرام کا ہے اسی طرح تابعین عظام کا قول ہے ان کے علاوہ امام سفیان الثوری، امام عبد اللہ بن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق بھی ایسا ہی فرماتے ہیں، البتہ آیت کا ایک آدھا حکم اور حرف دو حرف پڑھنے میں مضائقہ نہیں، حائضہ عورت اور حبشی آدمی تسبیح و تہلیل، اللہ و رسول کا نام سب کچھ پڑھ سکتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

تتمت

ماخذ و مراجع

۱۰:- مسلم شریف	۱:- ترمذی شریف ج ۱
۱۱:- ابوداؤد شریف (ابن عربی)	۲:- مجمع الزوائد ج ۱
۱۲:- مصنف عبدالرزاق	۳:- بخاری شریف ج ۱
۱۳:- نسائی شریف ج ۱	۴:- مصنف ابن ابی شیبہ
۱۴:- ابن ماجہ شریف ج ۱	۵:- السنن البیہقی ج ۱ و ۲
۱۵:- مشکوٰۃ شریف	۶:- دارقطنی ج ۱
۱۶:- جامع المسانید ج ۱	۷:- مؤطا امام مالک
۱۷:- ابن جبارود	۸:- طحاوی شریف ج ۱
۱۸:- مستدرک حاکم	۹:- مسند احمد ج ۱ و ۲